دین میں جبر نہیں- علامہ منیر احمد یوسفی

Feb 21, 2014

اِیمان کا تعلق دِل سے ہے اور دِل پر جبر نہیں ہو سکتا کیونکہ دِل اُسی بات کو مانتا ہے جسے وہ اپنے اِختیار سے پسند کرتا ہے۔اِس لئے اِسلام میں کسی کو جبراً مسلمان بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کوئی انسان اگر رضا اور رغبت سے اِسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اِس کیلئے جبر و اِکراہ کی ضرورت نہیں۔

اکراہ کرہٌ کے معنی ناپسندیدگی کے ہیں۔اِکراہ اِنسان سے ایسا بوجھ اُٹھوانا جسے وہ پسند نہ کرتا ہو۔ سورۃ النساء کی آیت مبارکہ نمبر ۹۴ میں ہے جس کا ترجمہ ہے: ''جو تمہیں سلام کرے اُس سے یہ نہ کہو کہ تو اِیمان والا نہیں''۔اَحادیثِ مبارکہ میں آتا ہے بعض صحابہ کرامؓ کسی علاقے سے گذرے جہاں ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا‘ مسلمانوں کو دیکھ کر چرواہے نے سلام کیا۔ بعض صحابہ کرام نے سمجھا کہ شاید وہ جان بچانے کے لئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے بغیر تحقیق کئے اُسے قتل کر ڈالا اور بکریاں (بطور مالِ غنیمت) لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے جس پر آیتِ پاک نازل ہوئی (ترجمہ:) ''دین میں زبردستی نہیں''۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں تم بھی اِس چرواہے کی طرح اِیمان چھپاتے پھرتے تھے (صحیح بخاری کتاب الدیات) مطلب یہ تھا کہ اِس قتل کا کوئی جواز نہیں تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرؓ نے ایک نصرانی بڑھیا کو اِسلام کی دعوت دی تو اُن کے جواب میں اُس نے کہا‘ یعنی ''میں ایک قریب المرگ بڑھیا ہوں آخری وقت میں اپنا مذہب کیوں چھوڑوں؟''۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطابؓ نے یہ سن کر اُس کو اِیمان پر مجبور نہیں کیا آپ نے فرمایا: ''دین میں زبردستی نہیں ہے''۔

''اِسلام'' کا اِعتقادی اور اَخلاقی و عملی نظام کسی پر زبردستی نہیں ٹھونسا جا سکتا یہ اَیسی چیز ہی نہیں جو کسی کے سر جبراً منڈھی جا سکے۔اِسلام میں جہاد اور قتال کی تعلیم لوگوں کو قبولِ اِیمان پر مجبور کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ورنہ

جزیہ لے کر کفار کو اپنی ذمہ داری میں رکھنے اور اُن کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنے کے لئے اِسلامی اَحکام کیسے جاری ہوتے؟ بلکہ (جہاد و قتال) دفع فساد کے لئے ہے کیونکہ فساد اللہ ل کو ناپسند ہے۔ جس کے درپے کافر رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''اور یہ لوگ زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ (ل) فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔ اِس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاد اور قتال کے ذریعے سے اُن لوگوں کے فساد کو دُور کرنے کا حکم دیا ہے۔ اِسلام نے عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور اپاہج وغیرہ کے قتل کو عینِ میدانِ جہاد میں بھی سختی سے روکا ہے۔ کیونکہ وہ فساد کرنے پر قادر نہیں ہوتے۔ اَیسے ہی اُن لوگوں کے قتل کرنے کو روکا ہے جو جزیہ اَدا کرنے کا وعدہ کر کے قانون کے پابند ہو گئے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیمؐ نے ایک شخص کو فرمایا کہ تو مسلمان ہو جا، اُس نے عرض کیا، میں اس میں اپنے آپ کو کارہ یعنی کراہت کرنے والا پاتا ہوں تو فرمایا کہ مسلمان ہو جا اگرچہ تو کارہ ہو۔ اُس نے عرض کیا، میرا نفس اِس کو قبول نہیں کرتا۔ فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے نیک نیتی دے گا تو مسلمان ہو جا۔ بس اِس میں اکراہ نہیں ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمان جلد ۱ جز ۳ ص ۲۹(

قرآنِ مجید کی سورۃ البقرۃ کی آیتِ مبارک نمبر ۲۵۶ جس میں ذکر ہے کہ ''دین میں زبردستی نہیں ہے''۔ **اِسلام جس طرح یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا جائے اِسی طرح وہ یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اُس کے ماننے والوں کو تشدد کر کے اُنہیں اِسلام سے برگشتہ کرے یا جو خوشی سے اِسلام کی برادری میں شریک ہونا چاہے اُن کو اَیسا کرنے سے زبردستی روکے اور اگر کہیں اَیسی صورت حال پیدا ہو جائے تو اِسلام اُس وقت اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ اَیسی حالت میں وہ ظالم قوت کا مقابلہ کریں اور یہی اِسلام کا نظریہ جہاد ہے۔**

اگر کوئی مسلمان نعوذ باللہ دینِ اِسلام چھوڑ کر کفر کی طرف چلا جائے تو وہ چونکہ اسلام کا باغی ہے اِس لئے اُسے دوبارہ اِسلامی آئین قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اگر اُس نے دوبارہ اِسلام قبول کر لیا تو اُسے مسلمانوں کی جماعت میں شامل کر لیا جائے گا ورنہ اُس کی گردن اُڑا دی جائے گی جیسے معاشرے کو فساد سے بچانے کے لئے قاتلوں کو پھانسی دی

جاتی ہے۔ **ایک اِسلامی مملکت میں ایک کافر کو اپنے کفر پر قائم رہ جانے کی اِجازت تو بے شک دی جاسکتی ہے لیکن ایک بار جب وہ اسلام میں داخل ہو جائے تو پھر اُس کو بغاوت اور اِنحراف کی اِجازت نہیں دی جاسکتی** جس سے نظریاتی انتشار، فکری انارکی اِسلامی معاشرے کے اَمن کو اور ملک کے اِستحکام کو خطرے میں ڈال سکتی ہو۔ اِس لئے جس طرح اِنسانی حقوق کے نام پر قتل چوری، ڈاکہ اور خون خرابہ وغیرہ جرائم کی اِجازت نہیں دی جاسکتی۔ اِسی طرح آزادی کے نام پر ایک اِسلامی مملکت میں نظریاتی بغاوت (ارتداد) کی اِجازت بھی نہیں دی جاسکتی۔ یہ جبر و اکراہ نہیں بلکہ مرتد کا قتل اُسی طرح عین اِنصاف ہے جس طرح قتل و غارت گری اور اَخلاقی جرائم کا اِرتکاب کرنے والوں کو سزائیں دینا عینِ اِنصاف ہے۔ ایک کا مقصد ملک کا نظریاتی تحفظ ہے اور دوسرے کا مقصد ملک کو شر و فساد سے بچانا ہے اور دونوں ہی مقصد ایک مملکت کے لئے ناگزیر ہیں۔